الفوز الکبیر

فی

اصول التفسیر

اردو

جس میں قرآن مجید کی تفسیر کے تمام بنیادی اصول پر مفصل اور بصیرت افروز بحث کی گئی ہے

تالیف

حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی

مترجم

مولوی رشید احمد صاحب انصاری مرحوم

ناشر

مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶

ذیقعدہ ۱۳۷۴ھ المطابق جولائی ۱۹۵۵ء

قیمت ...... ایک روپیہ .....

مطبوعہ الجمعیۃ پریس دہلی

فصل دوم

ناسخ و منسوخ کی معرفت فن تفسیر میں ایک ایسا مشکل مسئلہ ہے جس کے اندر بڑی بڑی بحثیں اور بیشمار اختلافات ہیں۔ اور اس کے اشکال کے اسباب میں سب سے زیادہ قوی سبب متقدمین اور متاخرین کی اصطلاح کا باہمی اختلاف ہے، اس باب میں حضرات صحابہ اور تابعین کے کلام کے استقراء سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ یہ حضرات نسخ کو اس کے لغوی معنی (یعنی ایک چیز کا ازالہ دوسری چیز کے ذریعہ سے) میں استعمال کرتے تھے نہ کہ اصطلاح اہل اصول کے موافق، بدیں وجہ ان کے نزدیک معنی نسخ ایک آیت کے بعض اوصاف کا ازالہ کرنا دوسری آیت کیساتھ ہوگا، یہ ازالہ اوصاف عام ہے کہ مدت عمل کی انتہا ہو یا کلام کو اسکے متبادر معنی سے غیر متبادر کیجانب پھیر دینا ہو، یا یہ بیان کہ قید سابق اتفاقی تھی، اور یا لفظ عام کی تخصیص ہو، اور یا منصوص اور مقیس علیہ ظاہری میں امر فارق کا بیان۔ یا جاہلیت کی کسی عادت اور یا شریعت... سابقہ کا ازالہ ہو۔

چونکہ ان حضرات کے نزدیک نسخ باب وسیع رکھتا ہے اسلئے عقل کو اسمیں جولانی اور اختلاف کی گنجائش مل گئی یہی وجہ ہے کہ وہ منسوخ آیات کی تعداد پانچسو تک بیان کرتے ہیں، لیکن اگر مزید غور و خوض کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ان کی تعداد حد شمار سے باہر ہے، مگر متاخرین کی اصطلاح کے موافق آیات منسوخہ کی تعداد کچھ زیادہ نہیں ہے علی الخصوص اس توجیہ کی رو سے جسکو ہم نے اختیار کیا ہے، علامہ جلال الدین سیوطی نے بیان مذکورہ بالا کو بعض علمائے سے کہ اپنی کتاب میں مناسب بسط کیسا تھ بیان کیا ہے۔ اور جو آیات متاخرین کی رائے پر منسوخ ہیں ان کو شیخ محی الدین ابن عربی کے موافق تحریر کر کے قریباً بیس منسوخ آیتیں گنوائی ہیں۔ لیکن فقیر

کو ان بیس میں بھی اکثر کی نسبت کلام ہے ہم اس موقع پر علامہ سیوطی کے کلام کو معہ اپنے شبہات کے بیان کرتے ہیں، سورۂ بقرہ (۱) کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت، یہ آیت منسوخ ہے اس کے ناسخ کے تعین میں بعض سے منقول ہے کہ آیت میراث سے منسوخ ہے اور بعض کہتے کہ حدیث لاوصیۃ لوارث سے، اور بعض کا قول ہے کہ اجماع سے یہ ابن عربی نے بیان کیا ہے میں کہتا ہوں کہ ایسا نہیں ہے بلکہ یہ آیت یوصیکم اللہ فی اولادکم سے منسوخ ہے، اور حدیث لاوصیۃ اس نسخ کو بیان کرتی ہے۔ (۲) وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ بیان کیا گیا ہے کہ یہ آیت فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ سے منسوخ ہے اور یہ بھی قول ہے کہ یہ آیت محکمہ ہے اور اس میں لا مقدر ہے میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک ایک دوسرا طریقہ ہے، جو یہ ہے کہ آیت کے معنی ہیں۔ وعلی الذین یطیقون الطعام فدیۃ ہی طعام مسکین یعنی جو لوگ کھانا دینے کی طاقت رکھتے ہیں، ان پر فدیہ ہے جو ایک مسکین کا کھانا ہے، یہاں ضمیر کو اسکے مرجع کے پہلے اس لئے ذکر کیا کہ مرجع باعتبار رتبہ کے مقدم ہے اور ضمیر کو اسلئے مذکر لائے کہ درحقیقت فدیہ سے مراد طعام ہی ہے، اور طعام سے مراد صدقۃ الفطر ہے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے روزوں کے حکم کے بعد صدقۃ الفطر کو اس طرح بیان فرمایا ہے جیسا کہ دوسری آیت فمن شہد منکم الشہر الخ) کے بعد تکبیرات عید ولتکبروا اللہ علی ماہدٰکم) کو (۳) احل لکم لیلۃ الصیام الرفث) آیت کما کتب علی الذین من قبلکم کیلئے ناسخ ہے کیونکہ مقتضائے تشبیہ یہ ہے کہ شب کے وقت بھی سو جانے کے بعد کھانے پینے اور وطی کی حرمت میں جو اگلی امتوں پر تھی موافقت ہو۔ یہ ابن عربی نے ذکر کیا ہے۔ اور اس کے علاوہ ایک دوسری بات بھی بیان کی ہے جو یہ ہے کہ یہ آیت اس حکم حرمت وطی کیلئے ناسخ ہے جو ارشاد نبوی سے ثابت تھا۔ میں کہتا ہوں کہ کما کتب سے نفس وجوب صوم میں تشبیہ دینا مقصود ہے۔ نہ کہ نسخ کیوں کہ یہاں روزے داروں کے اس حال کو بدلا ہے جو اس اجازت سے پہلے تھا۔ اور ہم کو کوئی دلیل نہیں ملی جس سے یہ ثابت ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے ان کے حق میں وطی حرام کردی تھی، اور اگر اسے مان بھی لیا جائے تو بس یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ ثابت بالسنۃ تھا، اس آیت سے اس کی تنسیخ ہوگئی۔ (۴) یسئلونک عن الشھر الحرام الآیہ قاتلوا المشرکین کافۃ الآیہ سے منسوخ ہے اس روایت نسخ کو ابن جریر نے موطا میں میسرہ سے نقل کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آیت مشرکین سے جنگ کی حرمت پر نہیں بلکہ اس کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔ اور یہ آیت اس قبیل سے ہے کہ حکم کی علت کو مان کر اس کے موانع بھی ظاہر کیے جائیں، اب اس آیت کے یہ معنی ہوگئے کہ اگرچہ شہر حرام میں قتال نہایت سخت ہے لیکن فتنۂ کفر و شرک اس سے بھی زیادہ سخت ہے اسلئے اس کی روک تھام کے لئے جنگ جائز ہے، اور یہ معنی سیاق کلام اللہ سے عیاں ہے کما لایخفی (۵) والذین یتوفون، متاعا الی الحول تک، یہ حکم آیت اربعۃ اشھر و عشرا سے منسوخ ہے، اور نسخ وصیت آیت میراث سے ہوا۔ اب صرف سکنی ایک جماعت کے نزدیک باقی ہے، اور ایک جماعت کے نزدیک وہ بھی حدیث لاسکنی سے منسوخ ہے میں کہتا ہوں یہ آیت جیسا کہ علامہ نے بیان کیا جمہور مفسرین کے نزدیک منسوخ ہے اور ممکن ہے کہ اس آیت کے معنی[1] یوں بیان کئے جائیں وصیت میت کیلئے تو مستحب یا جائز ہے مگر عورت پر زمانہ وصیت میں سکونت واجب نہیں یہی حضرت ابن عباس کا مذہب ہے، اور یہ معنی آیت سے ظاہر ہیں۔

(۶) قولہ تعالیٰ وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ آیت لایکلف اللہ

---

[1] اس صورت میں آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ مرد کے ذمہ اپنی زوجہ کے لئے ایک سال کا نفقہ اور سکنی کی وصیت کرنا ضروری ہے، مگر عورت پر خواہ مخواہ ایک سال تک اس کے گھر میں رہنا ضروری نہیں بلکہ صرف چار مہینے دس دن، اس توجیہ کی بنا پر کوئی آیت منسوخ نہ ہوگی۔ قال بہ ابن عباس رخ البخاری وابن تیمیہ ۱۲۔

نفساً الا وسعہا سے منسوخ ہے، میں کہتا ہوں تخصیص عام کی قسم سے ہے، اور پچھلی آیت نے بیان کر دیا کہ ما فی انفسکم سے مراد اخلاص و نفاق ہے، نہ کہ خطرات نفس جن پر انسان کا کچھ اختیار نہیں کیونکہ تکلیف شرعی ان ہی چیزوں میں دیگئی ہے جن پر انسان کو قدرت حاصل ہے

سورہ آل عمران اتقوا اللہ حق تقاتہ۔ اس میں دو قول ہیں ایک تو یہ کہ فاتقوا اللہ ما استطعتم سے منسوخ ہے اور دوسرا یہ کہ منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے آل عمران میں اسکے سوا اور کوئی آیت نہیں ہے جس کی نسبت دعویٰ نسخ صحیح ہو میں کہتا ہوں کہ حق تقاتہ سے مراد شرک اور کفر یعنی امور اعتقادیہ میں تقویٰ مراد ہے۔ اور ما استطعتم سے اعمال ہیں یعنی جسکو وضو کی قدرت نہو وہ تیمم کر لے۔ اور قیام کی طاقت نہو بیٹھ کر نماز پڑھ لے یہ مضمون سیاق آیت یعنی "ولا تموتن الا وانتم مسلمون" سے ظاہر ہے۔

سورہ نساء والذین عقدت ایمانکم فاتوہم نصیبہم۔ اس آیت سے منسوخ ہے واولوا الارحام بعضہم اولیٰ ببعض میں کہتا ہوں کہ آیت کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ میراث موالی کیلئے اور صلۂ نیک مولی الموالات کیلئے ہے۔ اب نسخ نہیں رہا (۷) قولہ تعالیٰ اذا حضر القسمۃ الآیہ۔ اسمیں تین قول ہیں ایک یہ کہ منسوخ ہے اور دوسرا یہ کہ منسوخ تو نہیں مگر لوگ اسپر عمل کرنے میں سستی کرتے ہیں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ آیت محکم ہے اور امر اس میں امر استحبابی ہے۔ یہی معنی ظاہر ترین ہیں (۸) قولہ تعالیٰ واللّٰتی یاتین الفاحشۃ الآیہ آیت نور[^۵] سے منسوخ ہے میں کہتا ہوں اس میں نسخ نہیں ہوا بلکہ یہ حکم اپنی نہایت تک پہنچ گیا ہے اور جب اسکی انتہا کا وقت آ پہونچا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے راہ موعودہ کی تفصیل فرما دی کہ یہ ہے تو اب نسخ نہیں رہا۔

سورہ مائدہ (۹) ولا الشہر الحرام، شہور محرمہ میں اباحت قتل کے حکم سے منسوخ ہے۔ میں

---

[^۵]: الزانیۃ والزانی فاجلدوا۔ الخ مترجم۔

کہتا ہوں اس آیت کا ناسخ نہ قرآن مجید میں ہے اور نہ حدیث صحیح میں البتہ اسکے یہ معنی ہیں کہ جو قتال حرام ہے وہ شہور محرمہ میں اور زیادہ سنگین ہو جاتا ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ میں فرمایا کہ تمہاری جان و مال تم لوگوں کے اوپر اسطرح حرام ہیں جیسے تمہارا یہ دن تمہارے اس مہینہ تمہارے اس شہر میں حرمت رکھتا ہے۔(۱۰) قولہ تعالیٰ۔ فان جاؤک فاحکم بینہم او اعرض عنہم۔ یہ آیت وان احکم بینہم بما انزل اللہ سے منسوخ ہو گئی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ آیت ہذا کے یہ معنی ہیں کہ اگر تجھے خود حکم دینا منظور ہو تو قانون خدا (ما انزل اللہ) کے موافق حکم کرنا اور ان کی خواہشوں کی پیروی مت کرنا۔ الحاصل ہمارے لئے دونو باتیں جائز ہیں۔ اگر ہم چاہیں تو ذمیوں کو اجازت دیسکتے ہیں کہ وہ مقدمات کا مرافعہ اپنے عمائد کے یہاں کریں تاکہ وہ اپنے شرائع کے موافق اس کا فیصلہ کر دیں اور چاہیں تو ہم خود اپنے منزل من اللہ احکام سے ان کا قضیہ چکا دیں۔

(۱۱) قولہ تعالیٰ او آخران من غیرکم منسوخ ہے آیت اشہدوا ذوی عدل منکم سے میں کہتا ہوں کہ امام احمد کا قول آیت کے ظاہر معنی کے مطابق ہے۔ اور دوسرے ائمہ کے نزدیک اس کے یہ معنی ہیں۔ او آخران من غیر اقاربکم اس توجیہ پر گواہان وصیت مسلمانان غیر قرابت داروں میں سے ہوں گے۔

سورہ انفال

(۱۲) قولہ تعالیٰ ان یکن منکم عشرون صابرون الآیہ۔ اپنی ما بعد والی آیت سے منسوخ ہے میں کہتا ہوں کہ بیشک منسوخ ہے۔

سورہ براۃ

(۱۳) انفروا خفافا و ثقالا۔ آیات عذر یعنی لیس علی الاعمی حرج الآیہ اور لیس علی الضعفاء الآیہ سے منسوخ ہے۔ میں کہتا ہوں مراد خفافا سے یہ ہے کہ ضروریات جہاد (مثلاً) مراکب، غلامان خدمت سامان خورد و نوش کی کم از کم مقدار موجود ہو۔ اور ثقالا سے کہ یہ اشیا بہایت وافر ہوں اب نسخ نہیں رہا اور یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ یہاں نسخ متعین نہیں بلکہ دوسرا احتمال بھی موجود ہے۔

سورہ النور

الزانی لاینکح الا زانیۃ الآیہ۔ یہ آیت وانکحوا الایامیٰ منکم سے منسوخ ہے
میں کہتا ہوں امام احمد نے اس آیت کو ظاہری معنی پر حکم دیا ہے۔ اور دوسرے
ائمہ کے نزدیک اس کے یہ معنیٰ ہیں کہ مرتکب کبیرہ زانیہ ہی کا ہمکفو ہے۔ اور یا یہ کہ زانیہ سے
نکاح کرنا مستحب نہیں ہے، اور آیت میں حرم ذالک سے زنا و شرک کیجانب اشارہ ہے
اسلئے نسخ نہیں کہہ سکتے۔ اور آیت وانکحوا الایامیٰ عام ہے وہ خاص کو منسوخ نہیں کرسکتی

(۱۵) قولہ تعالیٰ لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم الآیہ۔ اس میں دو قول ہیں، ایک یہ کہ منسوخ
ہے دوسرا یہ کہ منسوخ تو نہیں مگر لوگوں نے اس پر عمل کرنے میں تساہل سے کام لیا ہے۔
میں کہتا ہوں ابن عباس کا مذہب ہے کہ وہ منسوخ نہیں اور یہی زیادہ قابلِ اعتبار ہے۔

سورہ احزاب

(۱۶) لایحل لک النساء من بعد الآیہ یہ آیت انا احللنا لک ازواجک
اللاتی سے منسوخ ہے، میں کہتا ہوں ممکن ہے ناسخ باعتبار تلاوت
منسوخ سے مقدم ہو اور میرے نزدیک یہی بات زیادہ ظاہر ہے۔

سورہ مجادلہ

(۱۷) اذا ناجیتم الرسول فقدموا الآیہ۔ یہ اپنے بعد والی آیت سے
منسوخ ہے میں کہتا ہوں یہ قول ٹھیک ہے۔

سورہ ممتحنہ

(۱۸) فاتوا الذین ذہبت ازواجہم مثل ما انفقوا۔ اس آیت میں تین قول
ہیں (۱) آیت سیف سے منسوخ ہے (۲) آیت غنیمت سے منسوخ ہے (۳) محکم
ہے، میں کہتا ہوں کہ اس کا محکم ہونا ظاہر تر ہے لیکن یہ حکم صلح اور قوت کفار کے وقت کیلئے خاص ہے۔

سورہ مزمل

(۱۹) قم اللیل الا قلیلا۔ یہ حکم سورۃ کی آخری آیتوں سے منسوخ ہے، اور پھر
وہ بھی فرضیت، نماز پنجگانہ سے منسوخ ہوگیا، میں کہتا ہوں نماز پنجگانہ
سے نسخ کا دعویٰ مدلل نہیں ہے۔ بلکہ حق بات یہ ہے کہ سورہ مزمل کے ابتدا میں استحباب قیام
لیل کی تاکید ہے، اور آخر میں صرف اس تاکید کا نسخ کرکے استحباب غیر مؤکد کو باقی رکھا گیا
ہے علامہ سیوطی نے ابن عربی کے ساتھ اتفاق کرکے کہا ہے کہ اکیس آیتیں منسوخ ہیں باوجودیکہ انہیں

بھی بعض کی نسبت اختلاف ہے اور ان کے علاوہ اور کسی آیت کیلئے دعویٰ نسخ صحیح نہیں
اور آیت استیذان اور آیت قسمت اور آیت احکام میں عدم نسخ صحیح ہے، اب صرف تین آیتیں
منسوخ رہ گئیں، میں کہتا ہوں ہماری تحریر کیموافق پانچ ہی آیتوں میں نسخ ثابت ہوسکتا ہے
علم تفسیر کا دوسرا دشوار ترین مسئلہ معرفت اسباب نزول ہے اسمیں بھی بعض اشکال وہی
متقدمین اور متاخرین کی اصطلاحات کا اختلاف ہے۔ کلام حضرات صحابہ و تابعین رضوان اللہ
علیہم کے استقراء سے جسقدر ثابت ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ان کا یہ کہنا نزلت فی کذا دیئہ آیت فلاں
بارہ میں نازل ہوئی کسی ایسے قصے کے ساتھ مخصوص نہیں ہوتا۔ جو زمانہ نبوی میں
واقع ہو کر نزول آیت کا سبب ہوا۔
ان کی عادت ہے کہ مصداقہائے آیت میں سے کسی ایسے مصداق کو جسکا وجود زمانہ
نبوی اور یا اس کے بعد ہوا ہو، ذکر کر کے نزلت فی کذا کہدیا کرتے ہیں، ایسے موقع پر
تمام قیود کے ساتھ منطبق ہونا کچھ ضروری نہیں ہے ہاں اصل حکم میں انطباق چاہئے اور بس
اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں کوئی سوال
پیش کیا۔ یا آپکے زمانہ مبارک میں کوئی حادثہ واقع ہوا ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اسکا حکم کسی آیت سے استنباط فرمایا اور اس آیت کو اس موقع پر تلاوت کیا ہو تو ایسے
واقعات کو بھی بیان کرتے ہوئے وہ کہدیا کرتے ہیں نزلت فی کذا ایسی خاص صورتوں
میں کبھی فانزل اللہ تعالیٰ قولہ کذا یا صرف فنزلت بھی استعمال کرتے ہیں ان کا یہ کہنا اس بات
کا اشارہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی آیت سے استنباط اور آپکے قلب مبارک
میں اسوقت اس آیت کا القا بھی وحی اور نفث فی الروع کی ایک قسم ہے یہی وجہ ہے
جو اس موقع پر لفظ فانزلت کا استعمال جائز ہے۔ اگر کوئی شخص تکرار نزول کیساتھ
اس کو تعبیر کرے یہ بھی ممکن ہے۔
محدثین آیات قرآنی کے ذیل میں ایسی بہت اشیاء ذکر کر جاتے ہیں، جو فی الحقیقۃ

اسباب نزول میں داخل نہیں ہوتیں مثلاً صحابہ کا اپنے باہمی مناظرات میں کسی آیت سے استشہاد کرنا یا آیت سے تمثیل دینا، یا اپنے کلام کے استشہاد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی آیت کو تلاوت فرمانا، اور یا محدثین کا کسی ایسی حدیث کا روایت کرنا جسکو آیت کے ساتھ اسکی غرض یا موقع نزول یا اسماء مذکورہ فی الآیت کے مبہم کی تعین میں موافقت حاصل ہو، یا کسی کلمہ قرآنی کے لئے ادائے تلفظ کا طریقہ۔ یا سورتوں اور آیات کے فضائل یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امثال امر قرآنی وغیرہ کی صحیح تصویر۔ در حقیقت یہ تمام باتیں اسباب نزول میں شمار نہیں ہیں اور نہ انکا احاطہ کرنا مفسر کی شرائط میں داخل ہے مفسر بننے کے لئے دو چیزوں کی معرفت شرط ہے، ایک تو واقعات جن کی طرف آیات مشیر ہوں، کیونکہ ایسی آیات کے ایماء کا سمجھنا بغیر علم واقعات کے میسر نہیں آسکتا اور دوسرے وہ قصے جس سے عام کی تخصیص یا اور کوئی فائدہ حاصل ہوتا ہو۔ مثلاً آیت کو اس کے ظاہری معنی سے پھیرتے ہوں وغیرہ وغیرہ، کیونکہ آیات کے اصل مقصد کا علم ان قصص کی موافقت کے بدون ممکن نہیں۔

یہاں پر یہ جان لینا مناسب ہے کہ حضرات انبیاء سابقین کے قصے احادیث میں کم مذکور ہیں، اور ان کے وہ لمبے چوڑے تذکرے جنکے بیان کرنے کی تکلیف عام مفسرین برداشت کرتے ہیں، وہ سب الا ماشاء اللہ علماء اہل کتاب سے منقول ہیں۔ صحیح بخاری میں مرفوعاً مروی ہے۔ لا تصدقوا اہل الکتاب ولا تکذبوہم۔ (تم اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب کرو) اور یہی جان لینا چاہیئے کہ حضرات صحابہ اور تابعین مشرکین و یہود کے مذاہب اور انکی جاہلانہ عادات کے بارہ میں قصہائے مخصوصہ اس لئے بیان فرماتے ہیں کہ وہ عقائد و عادات زیادہ روشن ہو جائیں۔ اور ایسے موقع پر وہ اکثر کہدیتے ہیں نزلت الآیۃ فی کذا۔ اس سے انکی مراد یہ ہوتی ہے کہ فلاں آیت اس طرح کے واقعات کی نسبت نازل ہوئی ان کی مراد اس سے عام ہوتی ہے کہ سبب نزول کچھ ہو، واقعہ ہو